حبیب الرحمٰن لدھیانویؒ کے متعلق یہ سمجھا کہ اگر انہیں قادیانیت کے خلاف تحفظ ختم نبوت کے محاذ پر کھڑا کر دیا گیا تو یقینی طور پر اسلام کے بہترین سپاہی اور عظیم مجاہد ثابت ہوں گے ۔ انہوں نے فتنۂ قادیانیت کے استیصال اور سرکوبی کے لئے یہ مشن ان حضرات کے سپرد کیا۔

سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ اور باقی علماء میں ایک خاص فرق ہے ۔ ہندوستان میں امارتِ شرعیہ کا مسئلہ تو شروع ہو چکا تھا لیکن امیر کا انتخاب نہیں ہوا تھا ۔ والد مرحوم کی اس پر نظر تھی کہ عطاء اللہ شاہ بخاری کو اللہ نے خطابت کا ایسا ملکہ عطا فرمایا ہے کہ اگر یہ عظیم ترین ذمہ داری ان کے سپرد کی گئی تو وہ ہندوستان میں احکام شرعیہ کی تبلیغ و اشاعت میں تو خصہ لیں گے ہی ۔ اس کے ساتھ مرزائیت کے محاذ پر وہ کام انجام دیں گے جو دوسروں سے ممکن نہیں ۔ گویا شاہ جی کی انفرادیت و امتیاز کے پیشِ نظر یہ جلیل عہدہ ان کے سپرد کیا گیا ۔

احرار نے جو سب سے بڑی اسلام کی خدمت کی ہے وہ عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کا معاملہ ہے اور یہ اتنی عظیم خدمت ہے کہ اگر احرار کے دامن میں اور کچھ بھی نہ ہو تو صرف اس محاذ پر انہوں نے جس سراپا اخلاص انداز سے جنگ لڑی وہ دوسری جماعتوں کی بہت سی خدمات پر بھاری ہے، خصوصًا پنجاب میں انگریز کو بہترین سپاہی اور دائمی وفادار ملتے تھے یہاں اس کے خلاف بغاوت اور انگریز دشمنی کا جذبہ صرف احرار نے پیدا کیا۔

مجھے کئی مرتبہ شاہ جی سے ملاقات کا موقع ملا ۔ وہ دیوبند تشریف لائے تو مجھے وہاں بھی زیارت و ملاقات کا موقع میسر آیا پھر جب میں دہلی میں تھا تو وہاں احرار کانفرنس میں ان کا خطاب سننے اور تین دن تک ان کے ساتھ قیام کا شرف بھی حاصل ہوا ۔ مسلم لیگ کا ہندوستان میں دورِ شباب تھا اور قوم پرور مسلمانوں کو اپنی بات کہنے اور سنانے کا موقع نہیں ملتا تھا ۔ جمعیت علماء ہند اپنی تمام تر جدو جہد کے باوجود دہلی میں کوئی کامیاب جلسہ کرنے میں ناکام ہوگئی تو پھر شاہ جی کو بلایا گیا ۔ یہ دہلی کیلئے ان کا آخری سفر تھا اس وقت جو انہوں نے معرکہ کا خطاب کیا مجھے آج بھی یاد ہے ۔

اس تقریر میں جواہر لال نہرو، پٹیل اور کانگریس کی کئی اہم ترین شخصیات بھی موجود تھیں ۔ شاہ جی نے اپنی جادو بیانی ہی سے دہلی والوں کو کنٹرول کیا اور جمعیت علماء ہند کو بڑے زمانہ کے بعد اس کا موقع ملا کہ شاہ جی کی خطابت کے نام پر دہلی والوں کو جمع کریں اور اپنی بات ان تک پہنچائیں ۔

احرار اور جمعیت کے موقف میں بھی واضح فرق تھا ۔ احرار صرف آزادئ وطن کے لئے کانگریس کے ساتھ تعاون کی پالیسی اختیار کئے ہوئے تھے ۔ لیکن انفرادی طور پر دینی محاذ پر بھی بھرپور کام کرتے تھے ۔ جمعیت علماء ہند نے کلیتہً اپنے آپ کو کانگریس سے وابستہ کر دیا تھا اور ان میں کانگریس کی کسی تجویز کی مخالفت کی جرأت اور حوصلہ نہیں تھا جب کہ احرار بہت سے مواقع پر کانگریس کی مذہبی و سیاسی زیادتیوں کی کھلم کھلا مخالفت کرتے تھے ۔ ؎

تصنیف وتالیف، تحریر وتقریر اور قادیانیت کے مقابلہ کے لئے بعض مناسب افراد واشخاص کی خصوصی تربیت کے باوجود والد مرحوم کی رائے تھی کہ اس فتنہ کی مکمل بیخ کنی کے لئے ایک ایسے مستقل ادارہ کی ضرورت ہے جو اپنی تمام توانائیاں اور قوت کار قادیانیت کی تردید میں صرف کرے ۔ اس کے لئے آپ نے بار بار "جمعیت العلماء ہند" کو بھی توجہ دلائی بلکہ کلکتہ جمعیۃ العلماء کے اجلاس میں جب اس مسئلہ پر غور ہو رہا تھا کہ جمعیۃ العلماء کی رکنیت کے لئے خود اسلامی فرقوں میں سے کس کس کیلئے اجازت ہونی چاہئے ۔ آپ نے یہ سوال اٹھایا کہ پہلے قادیانیوں کے کفر و ایمان کا فیصلہ ہونا چاہئے تاکہ ان کے لئے حق رکنیت یا عدم رکنیت کی بات طے ہو سکے لیکن "جمعیۃ العلماء ھند" نے ہندوستان کی آزادی کی تحریک میں جس سرگرمی سے حصہ لیا ۔ کسی دوسرے محاذ پر تندہی سے اس کے لئے کام ممکن بھی نہیں تھا ۔ پھر پنجاب جو اس فتنہ کی جائے پیدائش تھی وہاں پر اس کے مقابلہ کے لئے کسی ادارہ کا قیام سب سے زیادہ ضروری تھا پنجاب کے لوگوں کو خدا تعالیٰ نے قوت عمل، جوش و خروش کی جن دولتوں سے نوازا ہے اس کی بنیاد پر بھی آپ کی بار بار نظر پنجاب پر ہی اٹھتی انہیں وجوہ و اسباب کے پیش نظر اپنے خصوصی تلامذہ و متعلقین کو ایک ادارہ کے قیام کی طرف متوجہ کیا ۔ اسی زمانہ میں قوم پرور مسلمانوں کا ایک عنصر کانگریس ورکنگ کمیٹی میں مسلم پنجاب کی نمائندگی کے سوال پر ناراض ہو کر کانگریس سے لوٹا اور مجلس احرار کے نام سے جس ادارہ کی تشکیل کی وہ حضرت شاہ صاحب کی تمناؤں کے

؎ اقتباس انٹرویو: مولانا محمد انظر شاہ مسعودی، فرزند مولانا محمد انور شاہ کشمیریؒ - پندرہ روزہ "الاحرار" - لاہور جلد - ۱۵ - شمارہ ۱۹ - ۲۰ یکم تا ۳۱ جنوری ۱۹۸۶ء ۔

مطابق تھی ۔ سید عطاء اللہ شاہ بخاری ، چودھری افضل حق ، مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی ، شیخ حسام الدین ، مولانا داؤد غزنوی ، اور مولانا ظفر علی خان ، ان سب نے قادیانیت کے استیصال میں جو کام کیا وہ احرار کی تاریخ کا ایک جلی باب ہے ۔

بخاری کی ساحرانہ خطابت نے ملک کو آتشیں فضا میں دھکیل دیا ۔ شاہ صاحبؒ نے انہیں "امیرِ شریعت" کے خطاب سے نواز کر قادیانیت کے مقابلہ میں لا کھڑا کیا اور پھر جاننے والے جانتے ہیں کہ عطاء اللہ شاہ کی تگ و دو سے قادیانیت کا قلعہ مسمار ہو گیا ۔ ظفر علی خان کی ہنگامہ خیز شاعری نے مرزائے قادیان کی زندگی تلخ کر دی ۔ اس طرح مجلس احرار کی تعمیر میں قادیانیت کی تردید کا جو تخم ڈالا گیا تھا وہ احرار کی پوری زندگی میں بروئے کار رہا ۔ پاکستان بن جانے کے بعد بھی قادیانیت سے ایک بھرپور مقابلہ مجلس احرار نے کیا اگرچہ سر ظفر اللہ قادیانی کی سازشوں کے نتیجہ میں احرار کے سینکڑوں کارکن نہ صرف قید و بند کی صعوبتوں بلکہ گولیوں کا نشانہ بن گئے ۔ آج بھی احرار کے "بقیۃ السیف" "تحفظ ختم نبوت" کے نام سے قادیانیت کے استیصال کو اپنا مقصد حیات بنائے ہوئے ہیں ۔ قادیانیت کے خلاف بے پناہ کام کے اُجلے عنوانات اس ادارہ کا وہ کارنامہ ہے جس کی بنیاد پر یہ ادارہ عند اللہ و عند الناس ان شاء اللہ سرخرو رہے گا ۔ ہزاروں رضاکار ، سینکڑوں کارکن اور سینکڑوں آتش نوا مقررین نے احرار کے پلیٹ فارم سے اٹھ کر ملک کو یہ شعور دیا کہ قادیانیت کفر کا دوسرا نام ہے ۔ عوامی سطح پر اس شعور کی بالیدگی " احرار " کے بغیر ناممکن تھی اور اس میں بھی شک نہیں کہ خاص اس محاذ پر علامہ کشمیریؒ احرار کی پرجوش قیادت فرما رہے تھے اس لئے کہا جا سکتا ہے کہ موصوف نے اس مقصد کے لئے احرار ہی کو اپنا مکتبۂ فکر اور دائرۂ عمل بنایا ۔

کشمیر کمیٹی سنہ ۱۹۳۰ء میں مسائل کشمیر سے نمٹنے کے لئے ایک کمیٹی قائم کی گئی جس کا سربراہ خلیفۂ قادیان کو قرار دیا گیا ۔ اس کمیٹی کے ایک رکن علامہ اقبال بھی تھے چونکہ کشمیر میں مسلم اکثریت ہے اور انہی کے مطالبہ پر اس کمیٹی کا قیام عمل میں آیا تھا اس لئے مسلم حلقوں میں خلیفۂ قادیان کے تقرر سے ہیجان ہو گیا ۔ اول تو اس وجہ سے کہ مسلمانوں کے تصفیہ

طلب مسائل کے لئے ایک قادیانی کو مقرر کرنا اس بات کا اعلان تھا کہ قادیانی مسلمان ہیں۔ حالانکہ تمام امت متفقہ طور پر قادیانیوں کو مرتد قرار دے چکی ہے۔ دوسرے عام قادیانیوں کے بارے میں یہ تجربہ سے ثابت ہے کہ وہ اپنے دائرہ کار میں قادیانیت کی پر جوش تبلیغ کرتے ہیں۔ سر ظفر اللہ خان کی اس سلسلہ کی کوششوں سے جو لوگ واقف ہیں وہ اس امر کی تصدیق کریں گے اس لئے یا تو بشیر الدین محمود کشمیر کے مسلم اکثریت کے ایمان کو تباہ و برباد کرتا یا اپنی تبلیغی مشن میں ناکامی کے باعث مسلمانوں کے مسائل کو کمیٹی کے سطح پر خوفناک نقصان پہنچاتا اور عجب نہیں کہ ——— کچھ ایسے ہی سیاسی مقاصد کے پیش نظر سوچ سمجھ کر یہ تقرر کیا گیا ہو علامہ کشمیری اس صورتِ حال سے مضطرب ہو گئے۔ مذکورۃ الصدر خطرات واندیشوں کے تحت آپ نے اس تقرر کے خلاف اول تو خود مہاراجہ کشمیر کو اور کشمیر کے بعض ذمہ دار اشخاص کو احتجاجی خطوط لکھے اور ساتھ ہی مجلس احرار کو ہمہ گیر احتجاج پر آمادہ و تیار کیا۔ ڈاکٹر اقبال جن سے آپ کے تعلقات پہلے سے تھے وہ اب تک قادیانیت کے مضر پہلوؤں سے تقریباً ناواقف تھے۔ اسی زمانہ میں علامہ نے موصوف کو طویل خط لکھ کر فتنۂ قادیانیت کی زہر چکانیوں سے مطلع کیا۔ ڈاکٹر اقبال نے بعد میں کشمیر کمیٹی سے استعفا بھی دے دیا۔ بلکہ وہ فتنۂ قادیانیت کے استیصال کے محاذ پر ایک پر جوش داعی ہو گئے۔ چنانچہ اس زمانہ میں انڈین نیشنل کانگریس کے صدر نے اپنے ایک مضمون میں ہندوستانی مسلمان کو قادیانیت کی تائید کا مشورہ دیا، اور اس دلیل کے ساتھ کہ قادیان کا پیغمبر ہندوستانی ہے اور ان کے مقدس مقامات بجائے مکہ اور مدینہ کے خود ہندوستان میں ہیں ان سے وابستگی کے نتیجہ میں وطن پروری کے جذبات پیدا ہوں گے اور ایک غیر ملکی مذہب سے دلچسپیاں کٹ کر وطن ہی میں پیدا ہونے والے مذہب سے راہ و رسم بڑھے گی جس کا منطقی نتیجہ وطنیت کے جذبات سے معمور ہونا ہے۔

اس نظریہ کے آخری محرک ڈاکٹر شنکر داس مہرا تھے جو حال ہی میں سرگباش ہوئے ہیں۔ صدر کانگریس کے اس مضمون پر علامہ اقبال نے انگریزی زبان میں مسلسل کئی قسطوں میں بھرپور تنقید کی۔ کم لوگوں کو اس کا علم ہے کہ اقبال کے ان دین پرور خیالات کی تعمیر میں حضرت شاہ صاحب کا بڑا حصہ تھا۔ (نقشِ دوام رسوانح علامہ محمد انور شاہ کشمیری از انظر شاہ مسعودی) صفحہ ۱۸۷ تا ۱۸۹)

زبان میری ہے بات ان کی

-- پنجاب حکومت کو گرانا کسی سیاسی "مظہر شاہ" کے بس کی بات نہیں۔ (ارشد لودھی)

سیاست دان سبھی لٹیرے ہیں دو چار دس کی بات نہیں

-- تادم مرگ بھوک ہڑتال۔ خود کشی کے مترادف ہے۔ جو اسلام میں حرام ہے (مشتاق اعوان۔ مولانا وقار الحسنین)

اور وہ جو آپ کروا رہے ہیں۔ قتل و غارت، دہشت گردی، زنا شراب، اغوا، لالچ، دھمکی مسلمان کا خون بہانا یہ سب کچھ اسلام میں جائز ہے؟

-- ۵۲ سڑکوں، محلوں، چوکوں کے نام تبدیل کر کے اسلامی رکھ دیئے گئے (ایک خبر)

ہم بدلنا چاہتے تھے نظم مے خانہ تمام
آپ نے بدلا ہے فقط مے خانے کا نام

-- ملک میں قتل و غارت اور فرقہ واریت پھیلانے کا مقصد جمہوریت کو ختم کرنا ہے۔ (طاہر القادری)۔

بائی دی وے۔۔ جمہوریت آپ کی ماں لگتی ہیں؟

-- پرچہ درج کرنے کی بجائے دھکے دے کے تھانے سے باہر نکال دیا۔ مقتول کی والدہ کا بیان (ایک خبر)

آئی جی صاحب وہ دن بھی یاد کرو جب تمہیں دھکے دے کر خدا کی بارگاہ سے نکال دیا جائے گا۔

-- ایس کے سنگھ اور ایس کے محمود میرے جانی دشمن ہیں۔ (شیخ رشید احمد)

دونوں رگڑے دونوں جھگڑے
کچے پکے راگ ہیں دونوں
دونوں لگڑے دونوں بگڑے
کالے کالے ناگ ہیں دونوں

-- فحش اور عریاں عید کارڈوں کی فروخت پر شہریوں کا احتجاج (ایک خبر)

مغربی تہذیب کے ایجنٹوں نے بے شرمی کی حد کر دی۔

-- قیمتوں میں اضافہ قومی مفاد میں کیا گیا ہے (وی اے جعفری)

اچھا! وزراء کے اللے تللوں کا دوسرا نام قومی مفاد ہے۔

-- لیاقت علی کو مسلم لیگیوں نے مارا تھا۔ (ملک قاسم)

اور وہ آج پیپلز پارٹی میں شامل ہیں۔